

مابعد جدیدیت میں مغربی فکر و تہذیب پر ابن رشد کے اثرات

**Influence of Averroes on Western Civilization and its thought
in Postmodernism**

Dr. Ahmad

*Assistant Professor of Islamic Studies, Punjab University of Technology
Rasul Mandi Bahauddin*

Maryam Naz

M. Phil Islamic Studies, Department of Quran o Sunnah, University of Karachi

Abstract

This article deals with the influence of Averroes on Western Civilization and its thought in Postmodernism. Averroes' influence on Leo Strauss' post-modern historiography is most prominent in this period. Averroes' ideas were well received when International Organizations took over the right to interpret the Western concept of Human Rights and Human Equality. Averroes study helps to remedy the conflict of civilizations. Averroes' influence is evident in the Zionist state, a Western representative in the East. Averroes' country later became a bigoted Christian country. Now a days, thinking changed there, a university was established in the name of him and research on his ideas became common in Spain and all over the world. Universities and organizations are being built in his name in the East and the West. A comprehensive study of Averroes is underway in western universities, the most notable of which is the encyclopedic type compilation of *Fawat Sizgin* about him. In postmodernism, Averroes' Orientalistic study has increased, and in the growing wave of blasphemy of Prophethood in the West,

Ayatollah Khomeini and *Salman Rushdie* are considered symbols of both sides. Rushdie's claim of his relationship with Averroes is imaginary, because Averroes and the Iranian Spiritual leader are more closed in their thoughts.

Keywords: Averroes, Fawat Sizgin, Postmodernism, Orientalist, Blasphemy of Prophethood, Khomeini, Rushdie, Western Civilization, Leo Strauss, Human Rights, Zionist

تمہید

جنگِ عظیم دوم کے بعد مغربی فکر میں جدیدیت (Modernism) پر تنقید عام ہوئی اور یوں یہ دور مابعد جدیدیت (Post Modernism) کہلایا۔ اس عرصے میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکیت کی مغربی فکر کے حامل ممالک میں سرد جنگ عروج پر رہی، جس کے آخر میں سوویت یونین کی شکست و ریخت ہوئی۔ اس وجہ سے امریکی بالادستی کا ایک قطبی نظام سامنے آیا۔ اس دور میں مسلم دنیا کا استحصال بہت بڑھ گیا ہے۔ جدیدیت کی طرح مابعد جدیدیت میں بھی مغربی فکر و تہذیب پر نامور مسلم فقیہ اور فلسفی ابن رشد الحفید (م 595ھ) کے اثرات مرتب ہوئے جن کے متعلق اس مضمون میں بات کی گئی ہے۔ عصر حاضر میں حامیانِ دین اور آزاد خیال لوگوں میں ابن رشد کے اثرات کے اظہار کی مسابقتانہ دوڑ لگ گئی ہے۔ اس کا دائرہ کار مغرب میں مسلمانوں کی مساجد کی تعمیر، انہیں آباد کرنے اور اسلامی جامعات کے قیام تک پھیل گیا ہے۔ جدید قریبہ میں ابن رشد کے نام سے نئی یونیورسٹی قائم کی گئی ہے۔ اس میں مسجد الاندلسیین، الجامعة الاسلامیہ الدولیہ ابن رشد بنائی گئی ہے۔ اس سے وہاں کے مسیحی تعصب کی فضاء میں کمی کے آثار کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح جرمنی میں آزاد خیال مسلمانوں نے ابن رشد گونے مسجد بنائی ہے، جو مسجدِ ضرار سے کسی طور پر کم نہیں۔¹

مابعد جدید تاریخ نویسی پر ابن رشد کے اثرات

جس طرح ارتقاء پسند تخلیقِ آدم کو تورات کی یکطرفہ تاریخ سمجھتے ہیں، اسی طرح مغرب کے سوشلسٹ تاریخ نویسی میں عربی حوالے کو وقعت نہیں دیتے۔ مابعد جدیدیت میں اس تاثر کو جرمن نژاد امریکی یہودی لیو اسٹر اس نے روک لگائی ہے، وہ کلاسیکی سیاسی فلسفے کا ماہر تھا۔ وہ 20 ستمبر 1899ء میں جرمنی میں پیدا ہوا اور اس نے امریکہ میں 18 اکتوبر 1973ء کو وفات پائی۔ اسٹر اس ابن رشد کی سوچ اور مسیحی رشدی تحریک کے مابین سخت فرق کرتا ہے۔ مسیحی رشدی تحریک سے مراد قرون وسطیٰ کے مسیحی مفکرین کے ذریعہ ابن رشد کی تشریح ہے جو بنیادی طور پر مسلم کے بجائے مسیحی نقطہ نظر کے متعلق ہے۔² قرون وسطیٰ کے عظیم یہودی فلسفی موسیٰ میمون نے اپنے سے پہلے لوگوں کی تفہیم اختیار کی ہے۔ اس بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے اسٹر اس کہتا ہے کہ بلاشبہ ابن رشد قانون کی اولیت کو تسلیم کرتا ہے۔³ ہم آہنگی سے بے نیاز ہو کر اسٹر اس نے لیون گوٹھیر (م 1949ء) کے تجزیے کو قریب سے پڑھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے مطابق فصل المقال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کے مصنف، ابن رشد نے واضح طور پر مذہب کو فلسفہ کے ماتحت کیا ہے۔⁴ جوں جوں اسٹر اس نے اسپنوزا کا مطالعہ شروع کیا اس نے اس پر رشدی اثرات کو تسلیم کیا۔ اسٹر اس نے اسپنوزا کو سمجھنے کے لیے مسلم فکر کے مطالعہ کا آغاز کیا۔⁵ مسیحی متکلمین نے فلسفے

کو نقصان پہنچایا جبکہ یہودی اہل علم نے اس کی آبیاری کی، اسٹراس اسلام میں فلسفے کے مقام کو مسیحیت اور یہودیت کے مابین سمجھتا ہے۔⁶

جدید تاریخی مصنفین کے طریقہ کار میں ہم آہنگی یا اختلاف پر بحث کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے اہل علم بھی ہیں جو رشدی تحریک والے ابن رشد پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ظلم و ستم کے اندیشے کے باوجود اظہار خیال کرتے ہیں۔ ان پر اسٹراسی ہونے “Straussianism” کا لیبل لگ جاتا ہے جبکہ ان پر تنقید کرنے والے سٹراس مخالفین کی درجہ بندی میں آتے ہیں۔⁷ مخالفین سمجھتے ہیں کہ اسٹراسی لوگوں نے پہلے سے اپنا ذہن بنا رکھا ہے کہ وہ ہر دعوے کی عربی متن میں شہادت تلاش کریں گے۔ اسٹراسیوں کے اس دعوے کہ فلسفیوں نے اپنے حقیقی خیالات کا کھل کر اظہار نہیں کیا، ناقدین میں سے ڈیمتری گٹاس، جو اسٹراسیوں کے خلاف معروف آواز ہے، نے انہیں چیلنج کیا کہ وہ کوئی ایک مثال پیش کریں کہ کسی فلسفی کو واقعی اس کے فلسفیانہ نظریات کے لئے ستیا گیا تھا۔ دراصل ابن رشد کو اس کے افکار کے علاوہ دیگر وجوہات کی بناء پر ستیا گیا۔ ابن رشد کی پریشانی کو مختلف انداز سے بیان کرنا ان دونوں کیپوں کے مابین اختلافات کی ایک بہترین مثال ہے۔ حقیقت میں اس طرح کا ظلم و ستم اسلامی تاریخ میں عام اصول نہیں رہا۔⁸

ڈیمتری گٹاس کی 1945ء میں قاہرہ میں پیدائش ہوئی۔ امریکی جامعات میں عربی اور اسلامیات کا یہ استاد اسٹراسیوں کے مخصوص سیاسی نقطہ نظر کا مستقل اور واضح الفاظ میں مخالف رہا ہے۔ اس کے مطابق یہ محض کسی طرح پڑھنے کا معاملہ نہیں۔ اپنی موجودہ علمی کیفیت کے پیش نظر ہم ماضی کی فلسفیانہ تحریروں کو پڑھنے کی حالت میں ہیں۔ ابن رشد تک کے تمام عربی فلسفے کو سیاسی فلسفے کے جوہر کی حیثیت سے دیکھا جانا مناسب نہیں، کیونکہ اس کی نظر میں عربی فلسفے کو سیاسی فلسفے کے فریم ورک کی اصطلاح کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا۔ اسٹراس اپنی توجہ سیاست کی طرف موڑتے ہوئے افلاطون کی بحث کا ذکر کرتا ہے کہ اس کی طرح الفارابی نے بھی فلسفی اور بادشاہ کی شناخت میں قانون دینے والے شارح کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے اس بارے میں مذہب یا وحی کی جگہ افلاطون کی سیاست کی ضرورت کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔ یوں الفارابی نے اس روایت کی ابتداء کی جس کے مغرب میں سب سے مشہور نمائندے مارسی لینس آف پیڈوا (1275ء تا 1342ء) اور نکولو میکاؤلی ہیں۔ روح کی ابدیت کا رد، دونوں جہانوں کے برزخ کے نظریے مدینہ فاضلہ میں ملتے ہیں۔ فلسفے کے تحفظ کے لئے خارجی تعلیم کی ضرورت تھی۔ سیاسی الفارابی نے پورے فلسفے کو سیاسی فریم ورک میں پیش کر دیا ہے۔⁹

عالمی اداروں میں ابن رشد کے اثرات

مابعد جدیدیت میں عالمی ادارے انسانی حقوق، مساوات، رواداری اور آزادی کی علامت بن کر سامنے آئے۔ اقوام متحدہ کے سابقہ سیکرٹری جنرل بطروس غالی کے زیر اہتمام 1994ء میں قاہرہ میں ابن رشد اور روشن خیالی کے عنوان سے بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے جمہوریہ از افلاطون پر ابن رشد کے تبصرے کے حوالہ سے کہا کہ “ابن رشد کے یہ صفحات آج ہم سب کو سیاست میں عوامی ضروریات اور ان کی پریشانی اور خوشی پر بحث کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں بتاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ سیاسی کی طرح اخلاقی ضروریات سے ابن رشد کو سمجھ لیا گیا ہے۔”¹⁰ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں عرب نہضت تحریک برپا ہوئی۔ اس میں شامل کثیر عرب دانشوروں کی نظر میں ابن رشد متاثر کن شخصیت رہا ہے، اور یہ سلسلہ رواں دواں ہے۔ 19 دسمبر 1994ء کو قاہرہ میں ابن رشد اور روشن خیالی کے بارے میں ایک

عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کے منتظمین کی جانب سے واضح طور پر کہا گیا کہ موصوف قرون وسطیٰ میں روشن خیالی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے تھے۔ آج یہ بھی درست ہے کہ آپ کو عصر حاضر میں عالم اسلام کے لیے مثبت رول ماڈل کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔¹¹ ابن رشد اور آپ کے مطالعے میں نظر آنے والی یہ نئی دلچسپی بروقت سامنے آئی۔ مغرب میں فکری طور پر سنجیدہ عالمی تنازعے کے خطرے کی گھنٹی بجادی گئی تھی۔ تہذیبوں کے باہمی تصادم کے پیش کیے گئے مقالے کے رد عمل میں ثقافتوں میں پائی جانے والی دوری ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ تہذیبوں کو مکالمے سے قریب لانا بہتر تھا، اور خاص طور پر مغرب اور مسلم دنیا کے مابین گفتگو اور مکالمے کے اساسی طریقے تلاش کرنے کی اہمیت تھی۔ مسلم روشن خیالی کو پروان چڑھانے کے مقصد سے ابن رشد کی قد آور اور مشہور شخصیت تلاش کی گئی۔ ان بنیادوں کو ابن رشد پر کی گئی پہلی دونوں قاہرہ کانفرنس میں تسلیم کیا گیا تھا۔ اسی تسلسل میں نیویارک میں ایک اور کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس میں بتایا گیا کہ صدیوں پہلے ابن رشد کو عالم اسلام میں فراموش کر دیا گیا تھا۔ انیسویں صدی کے عرب اہل علم اور ارباب دانش کے ذریعے سے ابن رشد اپنے فلسفے کے ساتھ بیدار ہوا ہے۔

تہذیبی تصادم کے تدارک کے لیے ابن رشد کا مطالعہ

ہندومت، کنفیوشزم، مسیحیت اور اسلام کا شمار عظیم ادیان عالم میں ہوتا ہے۔ یہ ہندی، چینی، مغربی اور اسلامی تہذیب سے وابستہ ہیں۔ کسی بھی تہذیب کے سیاسی ڈھانچے میں مرکزی ریاستیں (Core State) اس تہذیب کا سرچشمہ سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ کئی دیگر رکن ریاستیں (Member State) ہوتی ہیں۔ جاپان جاپانی ثقافت کا حامل ایک تنہا ملک (Lone Country) ہے جبکہ فلسطین یہودی، مسلم اور مسیحی کا شکستہ (Cleft State) ملک ہے۔ جب دیسی ثقافت کو کسی دوسری ثقافت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جائے تو ایسا ملک ایک مقطوع ملک (Torn State) کہلاتا ہے جیسے اسلامی تہذیب کا ترکی۔ مغربی مفکرین نے تہذیبوں کی تعداد میں متعدد مواقع پر اختلاف کیا ہے، لیکن، سنٹنگٹن کے بقول چینی، جاپانی، ہندو، اسلامی، مغربی، آرتھوڈوکس، لاطینی امریکہ اور ممکنہ طور پر افریقی تہذیب دور حاضر میں تہذیبیں کہلانے کے قابل ہیں۔¹² صلح جو مفکرین تہذیبی تصادم کے بجائے تکثیریت کے حق میں ہیں۔ ایسی آواز بلند کرتے ہوئے ابن رشد جیسے مسلم فلاسفہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ آزاد تہذیبوں کے مابین ہم آہنگی سے ہونے والی بات چیت صرف تصادم کے دوران نہیں ہوتی۔ قرون وسطیٰ کے مسیحی مدرسین اور ابتدائی مسلم دانشوروں کے دور میں علمی روابط بڑھے تھے۔ اگرچہ اب معاشی اصولوں اور طریقوں میں زبردست تبدیلی آئی ہے، اور پیداوار اور تکنیکی تشکیل نے بہت ترقی کی ہے، لیکن انسان کی فطرت ایک جیسی ہے، اور اس کا ضمیر، اخلاقیات اور اقدار نہیں بدلیں۔ انہیں پُر زور انداز سے بروئے کار لانے کی ترجیحات دانشورانہ فکر کے لیے ضروری ہیں۔ اسی پہلو سے تہذیبوں کے بے ہودہ تصادم کے خطرے کو کم کیا جاسکتا ہے۔ مشرق و مغرب کے مابین مساوی تبادلہ خیال کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔ رواداری اور باہمی احترام کی بنیاد پر بات چیت کے ذریعے مشترکہ اقدار اہم ہیں۔ یہ تمیز اور تفریق پیدا کرنے والے گروہوں سے واقف کرتی ہیں۔¹³

صہیونی ریاست میں ابن رشد کے اثرات

زمانہ وسطیٰ کاموسی میمون ایک نیک نام یہودی ہے، جس سے عام یہودیوں کی اکثریت ناواقف تھی۔ اسرائیل میں پروفیسر اور دانشور لوگوں کا غیر رسمی ٹیلی فون سروے کیا گیا۔ اس میں آدھے شرکاء سے زیادہ ووٹ لے کر بارہویں صدی کاموسی میمون،

ہزار سالہ یہودی منتخب ہوا۔ وہ یہودی تاریخ کی دو اہم ترین کتابوں کا مصنف ہے۔ اس نے پوری دنیا کے یہود کے اتحاد میں مدد دی۔ میمون فلسفی، دانشور، ربی اور معالج کے طور پر تاریخ میں سراہا گیا ہے۔¹⁴ مغرب میں صہیونیت کے بانی تھیوڈور ہرزل نے میمون کی مشنہ تورات نہیں پڑھی۔ تاہم دانشور کہتے ہیں کہ صہیونیت کا بانی اندلس کا تھا۔ میمون کی امتگوں نے سات صدیوں بعد ہرزل کے ویانا میں بازگشت سنی۔ قرون وسطیٰ میں موسیٰ میمون مغرب میں جبکہ اس کا دل مشرق میں تھا۔ جب پہلی بار اس کی نگاہ ہیکل پہاڑ پر پڑی تو وہ زمیں بوس ہو گیا تھا۔ اس نے مصر کا عزم کیا تو سرزمین مقدس چھوڑ دی۔ مستقبل میں مسیحا کی آمد کے بارے میں اس کی تشریحات آج کے جدید صہیونی منصوبے سے وابستہ ہیں۔ اہل خانہ سمیت اسے آبائی وطن اسپین سے فرار پر مجبور کیا گیا۔ سلطان صلاح الدین کے روادار مصر میں اسے طیبہ خاص کا منصب ملا۔ اس نے ہر سو یہود کی دوسرے درجے کی شہریت پر سوچ بچار کی۔ اس نے مستقبل کے مسیحا کا تصور پیش کیا۔ اس میں خاص بات یہودیوں کی دوبارہ اپنی مقدس سرزمین پر خود مختار بننے کی نوید تھی۔ اس لمحے کے بارے میں سوچ کر اسے راحت ملی۔ اس نے سب سے بڑا فائدہ یہود کو شریہ حکومتوں کے ظلم و جبر سے نجات میں دیکھا۔

موسیٰ میمون کے سیاسی تصور میں آزاد یہودی ریاست کے قیام کا مقصد مرکزی خیال کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے یہودی قانون کا جامع ضابطہ تیار کیا۔ اس کی تالیف مشنہ تورات کا تاج ہے۔ اس میں اس نے اپنی تعبیرات کے مشاہدے بیان کیے ہیں۔ اپنے مسیحا کے اعتقاد کو اس نے مشہور تیرہ اصولوں میں بیان کیا ہے۔ اس نے ہیکل کی دوبارہ تعمیر اور قانونی نظام کے قیام کا وعدہ یاد دلایا۔ اس نے اسرائیل میں یہود کی دوبارہ خود مختاری، اسرائیل میں یہود کی واپسی اور صہیون کے قلب میں بادشاہی کی امید جگائی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بتانا بھی ضروری سمجھا کہ قومی آزادی اور اسرائیل میں خود مختاری اس کی نظر میں صرف فطری ذرائع سے ممکن ہو سکتی ہے اور تب تک حقیقی تبدیلی ناممکن ہوگی۔ صہیونیت کے ثقافتی رہنماؤں کی ناقدی کے باوجود میمون کی نپی تلی اور حقیقت پسندانہ مسیحائی کی پیش گوئی کسی نہ کسی حد تک جدید صہیونیت کی مختلف کیفیات میں نظر آتی ہے۔ اس کے مطابق یہودی سیاست کا عملی قیام اور اس کی خود مختاری کا ٹھوس کارنامہ کسی بھی مسیحا کی تصدیق کی کسوٹی تھی۔ اس پر حضرت مسیح پورانہ اتر سکے تھے۔ اسی لیے آپ کی تکذیب کی گئی۔ نعوذ باللہ میمون کو صہیونیت کا بانی دیکھنے میں رکاوٹ یہ ہے کہ جدید صہیونیت بڑے پیمانے پر لادینیت مائل ہے۔ میمون نے پیش گوئی کی تھی کہ مسیحا کے دور میں کل عالم خدائے واحد کی معرفت میں مشغول ہو گا۔ مسیحا اس مسیحی ریاست کا بادشاہ ہو گا۔ توحید کی عالمگیر صدائیں گونجیں گی۔ اس کا یہ مطالبہ عالمگیریت اور رواداری کے جدید نظریات کو مجروح کرتا ہے۔¹⁵ عصر حاضر میں قرون وسطیٰ کے یہودی فلسفہ کے شعبے میں ممتاز دانشور موجود ہیں۔ ان کے موسیٰ میمون پر ابن رشد کے اثرات کے بارے میں خیالات مختلف ہیں۔ ایک فریق کا کہنا ہے کہ موسیٰ میمون کی تحریروں میں ابن رشد کے تصورات کا براہ راست اثر و رسوخ نہیں ملتا۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ دونوں مفکرین کے درمیان مماثلت کی وضاحت اس حقیقت سے کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک مشترکہ ثقافت اور یکساں ماحول میں تعلیم یافتہ تھے۔¹⁶

دوسرا فریق زور دیتا ہے کہ موسیٰ میمون اور ابن رشد کے کاموں کے مابین متعدد تشبیہات ہیں، جو لازمی طور پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ابن رشد سے متاثر تھا۔¹⁷ اہل علم متفق ہیں کہ دونوں مفکرین کے درمیان مماثلت دو اہم امور سے متعلق ہے۔ خدا کو اعلیٰ ترین عقل کے طور پر سمجھنا، جس سے وصل کر کے انسانی عقل کو اپنی صلاحیت کی تکمیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ دینی اصولوں کی فلسفیانہ تفہیم منتخب افراد کے ذمہ ہے، جن کی تحقیقات صحائف کی سادگی سے سمجھ آنے والے مقبول مذہبی عقیدے سے مختلف

ہو، تو کھلبلی مچ جاتی ہے۔ دونوں دانشور اس خلیج کے افراط تفری پر کھل کر بات کرتے ہیں۔ موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم کا والد بن صہیون نیتن یاہو (1910ء تا 2012ء) صدیوں عربوں کے ساتھ رہنے والی یہودیوں کی قسم سفر ادبی کی تاریخ کا عالم تھا۔ اس نے سفر ادبی یہود اور ہسپانوی مسیحی احتساب کے بارے میں منفرد نظریات پیش کیے۔ اس کی نظر میں روایتی سفر ادبی یہودی اس کے اشکلنازی یعنی مغربی یہودی ہم وطنوں سے کم یہودی تھے۔ یہودی شناخت کے قومی نصاب کی معیاری تحریر میں اس نے سفاردی کو باشعور دانشور بتایا۔ اس نے یہودیوں کے مسیحی مذہب اختیار کرنے کی اصل وجوہات اور ذمہ داری پر بھی بات کی ہے۔ اس کے مطابق فلسفیانہ عقلیت پسندی اور خاص طور پر رشدی تحریک پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ رشدی فلسفہ یہودی فکر پر یوں اثر انداز ہوا کہ قرون وسطیٰ کے آخری نصف حصے میں عقلیت پسندی کے بنیادی نمائندے یہودی بھی تھے۔ رشدی تحریک مسیحی طیش کا سبب بنی یعنی وہ بالواسطہ طور پر احتساب کی ذمہ دار تھی۔¹⁸

آخری تجربہ یہ ہے کہ رشدی تحریک کا مطلب مذہب کا انکار تھا۔ اس کے نظریات نہ صرف ابن رشد کے اپنے دین اسلام بلکہ یہودیت اور مسیحیت کے بنیادی عقائد سے بھی متصادم تھے۔ ابن رشد کے یہودی طلباء نے اپنے نظریات کو دینی اصولوں سے مربوط کرنے کی طویل عرصہ تک کوشش کی، لیکن بالآخر یہودی فلسفہ کو ترقی ملی۔ مزید جرات مندانہ جذبات نے واضح اور قطعی شرائط میں ابن رشد کی تعلیمات کے مضمرات کو واضح کر دیا۔ اس کے نتائج دانشور طبقے سے ہوتے ہوئے ہسپانوی یہودی اثر افیہ تک بسرعت جا پہنچے۔¹⁹ بن صہیون نیتن یاہو نے میمون کی مذہبی انسانیت کی روایت پر حملہ کیا جس نے یہودیت اور یہودی اقدار کو عرب اسلامی سائنس اور فلسفیانہ قیاس کی علمی دنیا میں لانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے مطابق سفاردی یہود رشدی تحریک کے ذریعے یہودیت سے اپنی وفاداری کھو بیٹھے تھے جس کا خمیازہ انہیں مسیحیت میں جبری تبدیلی کی صورت میں بھگتنا پڑا۔²⁰ اس فکر سے صہونیت کے بارے میں تلخ تنازعہ کی بازگشت میں مزید تسلسل آیا ہے۔ پہلے ہی ایک مسئلہ درپیش ہے کہ صہونی سوچ کے مطابق مذہب تبدیلی سے یہودیت میں حلقہ بگوش ہونے کا رجحان بڑھا ہے۔ نو یہودی کا ایسا تصور یہودی روایات کو ختم کرنے کی کوشش تو نہیں؟ میمون کی تعلیمات میں ہے کہ توریت یہودیت کے بنیادی اقدار کو انتہائی درست طریقے سے مرتب کرتی ہے، لیکن صہونیت میں یہودی ہونے کی تفہیم اس سے بہت ہی مختلف ہے۔

بن یاہون نیتن یاہو اور اس کے صہونی اتحاد نے یہودی نہ ہونے کی حیثیت سے سائنسی و عقلی فکر کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے یہودی ہونے کی تصدیق میں صوفیانہ اور عقل کے مخالف اقدار کی توثیق کی ہے۔ اس تشخیص کا عصری یہودیت پر فیصلہ کن اور مضر اثر پڑا ہے۔ اشکلنازی یہود میمون کی مذہبی انسانیت پر مستقل حملہ کی نیت رکھتے ہیں۔ وہ یہودیوں کی فحاشی اور عسکریت پسندانہ استبداد والی یہودیت کو فروغ دینے کی کوشش میں ہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ یوں ہے کہ سفر ادبی انسان دوستی کی روایت کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے وحشی سوچ کے فروغ اور اجنبیت کے ارتکاب کا سامنا کرنا پڑا۔ مسیحی مذہبی جنونیت اور اس کی ظلم و ستم زدہ ثقافت نے احتساب کی ٹھان لی تھی۔ ان کے اس عمل سے عین قبل ہسپانوی یہودیت میں قدیم اقدار عام ہوئیں جو سفاردی یہود کی مذہبی تبدیلی کی ذمہ دار بنیں۔ ہسپانوی سرزمین میں متعارف کرائے گئے چند نئے صوفیانہ نظریات میں مسیحیت سے خاص روحانی رشتے ظاہر کیے گئے۔ مذہبی جذباتیت سے تنقیدی افکار پیش کیے گئے تو اس کے خلاف سخت دشمنی برتی گئی۔ یوں ہسپانوی مسیحی یادروں کے عجیب و غریب افکار اور جذبات کی تصدیق کی گئی، جنہوں نے یہودی اور لادین علوم کے محتاط توازن پر مبنی سنہری دور کی پوری میراث کو مسترد کر دیا۔ لوگوں کی اکثریت مذہبی قیادت کے ارادے سے آگاہی نہ تھی۔

انہیں ان خیالات سے مقدس، مکمل اور ناقابل تسخیر قانونی اور روحانی نظام شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آیا۔²¹ موسیٰ میمون کے مخالفین انحراف کی دنیا میں سرگرداں ہیں۔ وہ تعویذوں کی افادیت ماننے ہیں اور شیاطین کے شرانگیز نقصانات اور نظر بد سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ جادوئی دنیا میں نہیں رہتے، اور نہ ان کا مسکن ایسی دنیا ہے جس کی وضاحت فطری قوانین کے سماوی حکم ناموں سے کی جاسکے۔ ان کی دنیا عقلی طور پر سمجھ میں نہیں آتی۔ اس میں معجزے کا تصور بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے، کیونکہ سب کچھ معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کی اس دنیا میں خدا کی طرف سے ہدایات اور رابطہ مذہبی اثرافیہ تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ ان کے ویلے سے ثالثی کی ضرورت اس لیے بھی رہتی ہے کہ ان کی نظریں ہی فطرت کی پوشیدہ اور نقاب پوش حقیقی حالت کا نظارہ کر سکتی ہیں۔ یہ سب کچھ انسان کو باختیار بنانے والے دین کے برعکس ہے۔ اس سے یہود کی تقدیر اپنے ہاتھوں سے نکل کر چند ربیوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔²² پروفیسر اسٹیون ہاروے (پیدائش 1957ء) کی کاوشوں سے 1987ء میں یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی میں ارسطو کی کتب پر ابن رشد کی تشریحات کے بارے میں ایک جدید سیمینار منعقد کیا گیا۔ اسی طرح تیسری Peshat بین الاقوامی کانفرنس میں ابن رشد کے عبرانی میں کیے گئے یہودی رشدی تحریک کے تراجم پر بات ہوئی۔ اس دوران قرون وسطیٰ کے اخیر میں فلسفیانہ اور سائنسی عبرانی زبان کی ترقی پر گفتگو ہوئی، اور اس کے اثرات پر تحقیق پیش کی گئی۔ بروز منگل، 12 فروری 2019ء کو فلسفہ اور سائنس کی عبرانی اصطلاح Peshat پر بات ہوئی۔ یہ یہودی بائبل پڑھنے کے چار کلاسیکی طریقوں کے مجموعے یعنی PRDS میں سے پہلا حرف پی ہے۔ اسرائیلی مؤرخ روت گلاسنر 20 اگست 1944ء کو یروشلم میں پیدا ہوئیں۔ روتھ گلاسنر یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی میں سائنس کی تاریخ اور فلسفہ کی پروفیسر ہے۔ اس کی پی ایچ ڈی کی تحقیق یونانی فلسفے پر مرکوز تھی اور بعد میں وہ قرون وسطیٰ کی سائنس، خاص طور پر طبیعیات، ریاضی اور فلکیات پر کام کرنے لگی۔ گلاسنر کی 2009ء میں شائع ہونے والی کتاب واقعی نمایاں اور قابل تعریف کام ہے جس میں ابن رشد، طبیعیات، رشدی تحریک کی سائنسی اور فلسفیانہ میراث کی زیادہ بہتر تفہیم ملتی ہے۔ گلاسنر کے مطابق ابن رشد نے جب ارسطو پر تبصرہ کیا تو بمصر کے اس کام کی وجہ سے یورپ میں یونانی استاد کی دوبارہ دریافت ہوئی۔ اس وجہ سے تیرہویں صدی کے اوائل میں ہی اس کی فضیلت مان لی گئی۔ یہ کام لاطینی حکمت و دانش کی ترقی کا سبب بنا۔ نشاء ثانیہ کی دانشوری کا فکری محرک ابن رشد ہے۔ اس کے پڑنے والے حتمی اثرات اہمیت کے حامل تھے۔ مائیکل اسکاٹس (م 1232ء) نے ابن رشد کے کچھ تحقیقی کام کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔ جیکب اناطولی (م 1256ء) نے عربی سے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا، اور پھر جیکب مائٹینو (م 1549ء) اور ابراہام ڈی بالمیس (م 1523ء) نے عبرانی نسخے سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔ ان سب کا مکمل مجموعہ لاطینی زبان میں دستیاب ہے۔ اسے وینس ایڈیشن میں ارسطو کے کاموں کے سولہویں صدی کے ملٹی والیم میں محفوظ کیا گیا ہے۔²³

ابن رشد کے اپنی عربی قوم پر مشرق و مغرب میں اثرات

اندلس کے عربی ماحول میں ابن رشد نے یونانی فلسفیانہ ورثہ پر تبصرہ کیا کیونکہ آپ کے مطابق دنیا کو اس کے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ابن رشد کا تعارف آپ کے افکار مسخ کرنے والی قیاس آرائیوں پر مبنی نہیں ہونا چاہئے۔ لاطینی مغرب میں آپ کا نام غلطی سے حق کی ثنویت کے نظریے سے منسلک کیا گیا تھا۔ دین اور فلسفہ کا میدان ایک دوسرے سے الگ ہے۔ مشرق میں آپ کے افکار غلطی سے نظر انداز کر دیئے گئے تھے۔ سابقہ ادوار میں ابن رشد کے افکار سے منسوب غلطیوں کی اصلاح کا وقت آ گیا ہے۔ اس لیے اب انہیں سنوارنے کی بہت ضرورت ہے۔ درحقیقت آپ مسلم فلاسفہ میں عظیم ترین ہیں۔ آپ مغرب میں تسلیم

کیے گئے قرون وسطیٰ کے عظیم ترین فلاسفہ میں سے ایک ہیں۔²⁴ قاہرہ میں امریکی یونیورسٹی میں گونج اٹھی ہوئی ہے کہ ابن رشد ایسے مفکر ہیں جس کے نظریات اور تحقیقی کام کی جانچ پڑتال سے ایسے نتائج ملتے ہیں جنہیں عصر حاضر کے فکری میدان میں متعارف کرایا جائے تو مغرب اور اسلام کے مابین موجود تناؤ کو کم کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے بارے میں عالمی دلچسپی کو زندہ کرنے کی بہت افادیت ہے۔ اس عظیم مسلم فلسفی کو حریف بن جانے والی ثقافتوں میں ربط بنانے کے طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ عقل اور وحی کے مابین تعلق مرتب کرنے کے مسئلے کے بجائے دماغ اور قلب کے درمیان تعلقات استوار کرنے پر توجہ مبذول کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ابن رشد کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ مغرب کے دل اور مشرق کے دماغ کو مناسب فارمولے سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں۔ اس پر مزید غور و خوض کرنے سے یہ احساس بڑھ جائے گا کہ ابن رشد کی عمدہ فکر میں تصویر کے دونوں رخ ہیں۔ ابن رشد لاطینی مغرب کے بہت اہم مفکرین میں پہلے ہی شمار کیے جاتے ہیں، اسی طرح مسلم فلاسفہ میں آپ اسلام میں قدامت پسند رجحان کے سب سے بڑے ناقد بھی ہیں۔ مشرق کے پاس ہر ایک کو احساس دلانے کی ترکیب ہے کہ ابن رشد کی عمدہ فکر میں قلب اور دماغ ایک دوسرے کی دو شبیہ ہیں۔ آپ نے مشرق و مغرب کی دونوں تہذیبوں کے مابین انسان کے لیے قلوب و اذہان کی اہمیت کا خاکہ جس عمدہ انداز سے پیش کیا ہے اس پر تمام انسانیت فخر کر سکتی ہے۔²⁵

مصر میں امریکی پروٹسٹنٹ مشن نے قاہرہ میں انگریزی زبان کی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے مغربی ادارے کے قیام کے لیے امریکی یونیورسٹی کی 1919ء میں بنیاد رکھی تھی۔ اس کے انگریزی اور تقابلی ادب شعبہ نے الف کے نام سے 1981ء سے مشہور و معروف تحقیقی جریدہ کی اشاعت شروع کی تھی۔²⁶ محسن مہدی (1926ء تا 2007ء) کر بلا میں پیدا ہوئے اور ہارورڈ یونیورسٹی میں اسلامی فلسفہ کے استاد رہے۔ الف میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے اپنے مطالعاتی تجربے سے آگاہ کیا کہ قرون وسطیٰ میں ابن رشد کی بنیاد پرست سوچ نے روایتی دینی نظریے کو مشتعل کیا۔ مخالفین کے سخت رد عمل میں تھامس ایکناس بھی شامل ہوا۔ نوآبادیاتی مرحلے میں فلسفہ کمال پسند علم کہلاتا تھا جو محکوم عوام کے لیے روا نہیں تھا۔ غلامی، مالی استحصال اور تسلط کی خاطر رعایا کی ثقافت کو مسخ کرنے میں ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ عصر حاضر میں عالم عرب میں فلسفہ کی غربت اسی طرح مقامی حکام یا بیرونی قوتوں سے جوڑ توڑ کرنے کی نوآبادیاتی فکر کی وجہ سے ہے۔²⁷

ابن رشد کے نظریات کی وکالت مصری سرحدوں سے آگے پھیل گئی ہے۔ جرمنی میں ایک آزاد خیال عرب تنظیم عرب معاشروں میں آزاد خیالی، جمہوریت، عدل اجتماعی، سائنسی علوم اور انسانی حقوق کو فروغ دینے والے اداروں اور شخصیات کو سالانہ انعامات دیتی ہے۔ اس تنظیم کی طرف سے پہلا انعام 10 دسمبر 1999ء کو الجزیرہ ٹی وی کو دیا گیا۔ اس چینل کو جمہوری اور مکالمے کی آزادی کے اعتراف کے طور پر یہ انعام دیا گیا۔ اس کے علاوہ عرب خواتین میں مساوات، آزادی اور انصاف کے حقوق کے لیے سرگرم شخصیت، روشن خیال ایسوسی ایشن کے متحرک رکن اور فلسطینی حقوق کے محافظ کو بھی دیا گیا تھا۔²⁸ اکیسویں صدی کے چیلنج میں ضروری اصلاحات کو فروغ دینے کے لئے مصری دانشوروں کا ایک گروپ متحرک ہے۔ یہ گروپ عرب دنیا میں تبدیلی کے لئے دباؤ ڈالنے کی ضرورت سے پوری طرح واقف ہے۔ اس کا مطمح نظر عقلیت پسندی، آزادی، مساوات، خواتین کی آزادی اور اسی طرح کے نظریات کو پھیلاتے ہوئے لبرل سیکولر ازم رجحان کی بحالی ہے۔ ان لوگوں نے مذہبی معاشرے کے برخلاف ایک سول سوسائٹی چاہی ہے۔ روشن خیالی کے حامیوں نے آزاد خیال مصری اور مسلم مفکرین خاص طور پر، ابن رشد کے نظریات پھیلائے ہیں۔ آپ کو یورپ کی روشن خیالی ترقی کی کلیدی شخصیت کا اعزاز حاصل ہے۔

آپ عقلی تحقیقات کی آزادی کے محافظ اور جدید سائنسی نقطہ نظر کا پیش خیمہ تھے۔ آپ نے فلسفہ اور مذہب میں صلح کی کوشش کی، اور شریعت کے زیر انتظام مسلم معاشرے میں فلسفہ متعارف کروایا۔ اب عرب مسلم دنیا کا مستقبل روشن خیالی اور اسلامی بنیاد پرستی کے مابین جدوجہد کے نتائج پر منحصر ہو گا۔²⁹

ابن رشد کا مطالعہ کرنے والے دانشوروں میں ماجد فخری کا نمایاں نام ہے۔ آپ لبنان، برطانیہ اور امریکہ میں فلسفے کے استاد رہے ہیں۔ آپ کی تالیفات اسلامی فلسفے کی تاریخ، اسلام کے اخلاقی نظریات، الہیات اور تصوف کے بارے میں ہیں۔ آپ کی ایک تالیف میں ابن رشد کے حالات زندگی، افکار اور رشدی تحریک کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔³⁰

ابن رشد کے مسیحی بن جانے والے دلیس میں اثرات

ابن رشد کا دلیس اندلس ہے، جب یہ عرب انخلاء کے بعد مسیحی ملک بنا تو وہاں موجود اسلامی تشخص کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس دوران سابقہ جامعات اور مساجد بند کر دی گئیں۔ عصر حاضر میں ایشیہ میں ایک اسلامی یونیورسٹی بنائی گئی ہے۔ اس کے ترجمان کہتے ہیں کہ الاندلس وہ سڑک ہے جو ابن رشد کی طرف جاتی ہے۔ خیالات اور روپوں کے واضح پھیلاؤ کے ثبوت کے طور پر تیرہویں صدی کے وسط میں پیرس میں اندلس کو ممنوع قرار دیا گیا تھا، لیکن، اس کے برعکس، آج بھی ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ چند پُر جوش مصنفین کے سوا ابن رشد بہت سی مسلم جامعات میں غیر حاضر ہے۔³¹ بہت عرصے بعد سپین کی ریاست نے 1989ء میں اسلام اور مسلمانوں کے تشخص کو تسلیم کیا۔ ریاست اور مسلم برادری کے مابین 1992ء میں ایک معاہدہ سامنے آیا۔ اس کی رو سے مسلمانوں کے لیے یونیورسٹی سطح کے تعلیمی اداروں کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ ابن رشد انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کا مرکز ہے۔ اس کی اسی سال ریاست کی طرف سے قیام کی منظوری دی گئی۔³² یہ جامعہ قرطبہ میں عربی اور اسلامیات بمع سائنس کی تعلیم کے لیے سالانہ پچاس وظائف پیش کرتی ہے۔³³

مغرب میں کہا جاتا ہے کہ ترقی یافتہ ثقافت کے تنزل میں اندلس میں باضابطہ تقویٰ کاروپ دھارا گیا۔ اس کی تنگ نظری کا سامنا کرتے ہوئے یہودیوں کو جزیرہ نما آئیریا چھوڑنا پڑا۔ شمالی افریقہ سے فتح کی صورت میں بنیاد پرستی پھیلتی چلی گئی۔ یہودیوں کو کروسے پیمانے پر کھلے ہوئے امکانات سے بخوبی آگاہ ہوئے۔ وہ فرانس کے جنوب میں چلے گئے جہاں انہوں نے اپنے آپ کو اندلس کے سائنسی، ادبی اور فلسفیانہ اندلس کے شاہکاروں کے ترجمے کے لئے وقف کیا۔ بنی طبون ایک خاندان کی خدمات اس سلسلے میں اس قدر ہیں کہ انہیں نشاء ثانیہ کا دھیال کہنا چاہیے۔ اس دوران جزیرہ نما کے مشرق و مغرب نے عربی ورثہ کے بحیرہ روم سے اہم روابط پیدا کیے۔ اس کے لاطینی ورژن کو حاصل کرنے میں سرگرمیاں جنون کی حد تک بڑھ گئیں۔

افلاطون اور ارسطو کے درمیان افہام و تفہیم کے راستے میں ایک خلا ہے۔ ایک مختصر علامتی انداز میں ان کے متعلقہ نظریات کو حسب ذیل طریقے سے جوڑا جاسکتا ہے کہ افلاطون کے لیے سواری کی ضرورت تھی۔ اس کے گھوڑے کو دوڑنے کے لئے چار ٹانگیں مل گئیں۔ ارسطو کے لیے ایک گھوڑا دوڑایا گیا جو سرپٹ دوڑتا چلا گیا کیونکہ اس کی اپنی چار ٹانگیں تھیں۔ ابن رشد نے انسانی آزادی کے معاملے میں ارسطو کے نظریہ کو لاگو کیا ہے۔ اس کی نظر میں عقل اور ایمان مختلف اوزار ہیں۔ ان کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے، بس اتنا ہے کہ ان کے دائرہ کار الگ الگ ہیں۔ انسان جہاں بھی پہنچ سکتا ہے وہاں کسی بھاری تحریری عزم کو نظر انداز کرتے ہوئے پہنچ سکتا ہے۔

مغربی جامعات میں ابن رشد کا جامع مطالعہ

ہالینڈ میں ابن رشد سے نسبت دیتے ہوئے "Averroes University" کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی گئی ہے۔ یہ جامعہ سائنسی تنظیم سے انسانی علوم اور عربی زبان و ادب سے آگاہی دے رہی ہے۔ یہ ان علمی شعبوں میں تخصص اور تحقیقی مطالعات کو فروغ دینے کی کاوشوں پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جامعہ متعلقہ میدان میں سائنس اور انسان دوست علمی فرض کی پابندی کر رہی ہے۔ خاص طور پر یہ سائنسی قابلیت پیدا کر کے گریجویٹ کی تکمیل کی کوشش کرتی ہے۔ یہ انسانیت کی تہذیبی ترقی میں عرب تہذیب کی شراکت کا اظہار کرتی ہے۔ یہاں عصری سائنسی علم میں تخصص اور اعلیٰ ثقافتی اقدار پر توجہ دی جاتی ہے۔ یہ افکار کی ترقی اور تنویر، سائنس، فنون اور ادب کی فوقیت اور ان کی نشوونما میں معاون فلسفے پر زور دیتی ہے۔ یہ مختلف اداروں، حکام اور تنظیموں سے سائنسی مشاورت کو فروغ دیتی ہے۔ نظریاتی اور عملی سائنس میں تحقیق کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ جدید معاشرے کی ترقی میں معاونت کرتی ہے۔ یہ عالم عرب اور بین الاقوامی سطح پر انسانیت کی ترقی میں عربی زبان کا کردار نمایاں کرتی ہے اور اس کا معیار بلند کرنے کے لیے کوشاں ہے۔³⁴ یونیورسٹی میں عربی علوم کا یورپی انسٹیٹیوٹ نہایت اہم ادارہ ہے، جو کئی کالجوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے عربی زبان کے کالج میں عربی ادب، نقد اور لغت و نحو، آداب کے کالج میں فلسفہ، نفسیات، عمرانیات، انگریزی، ڈچ اور کرد زبانوں، ابلغ کے کالج میں صحافت، تعلقات عامہ اور ٹیلی کمیونیکیشن، آرٹس کالج میں سینما اور موسیقی، قانون اور سیاست کے کالج میں قانون، سیاسیات، عملی سائنس کے کالج میں علم التعلیم، معاشیات اور شریات، اعلیٰ تعلیم کے کالج میں عربی علوم، ادبی تقابل، نفسیات، سیاسیات، قانون، صحافت، ٹیلی کمیونیکیشن کی تعلیم اور تحقیق کی جاتی ہے۔ اس ادارے کا مجلہ بھی شائع ہوتا ہے۔³⁵ مشہور ترک مستشرق اور سائنس کے ماہر پروفیسر ڈاکٹر فواد سزگین (1924ء تا 2018ء) طویل مدت تک جرمنی کی فرینکفرٹ یونیورسٹی میں عربی اسلامی سائنس کی تاریخ کے انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر رہے۔ آپ نے 430ھ سے قبل کی عربی میں سائنسی تحریروں کی دستاویزات کی تیاری میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ نے 30 جون 2018ء کو 94 سال کی عمر میں استنبول میں وفات پائی۔ سائنس کی تاریخ کے فروغ میں آپ کی شرکت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ترکی میں 2019ء کو پروفیسر ڈاکٹر فواد سزگین کا سال قرار دیا گیا۔³⁶

فواد سزگین کو ابن رشد کے جامع مطالعے میں سبقت حاصل ہے جنہوں نے چند دیگر معاونین کے ساتھ مغربی روایت میں ابن رشد، نص اور مطالعہ کے نام سے ایک کتاب تالیف کی، جو ایک انسائیکلو پیڈیا کا مرتبہ رکھتی ہے۔³⁷ انفرادی طور پر پروفیسر اسٹیون ہاروے نے ابن رشد کے جامع مطالعے میں نمایاں کام کیا ہے۔ مختلف امریکی جامعات میں یہودیات، قرون وسطیٰ کے یہودی اور اسلامی فلسفہ کے معلم اور انٹرنیشنل سوسائٹی کے یہودی فلسفے کے کمیشن کی صدارت کی اور اسطوکی تشریحات اور یہودی افکار پر مسلم فلاسفہ کے اثر و رسوخ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ہاروے نے ہارورڈ یونیورسٹی سے قرون وسطیٰ کے یہودی اور اسلامی فلسفے میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پروفیسر ہاروے نے بھرپور کوششوں سے 1987ء میں یروشلم یونیورسٹی میں ابن رشد کی تشریحات پر سیمینار بھی منعقد کرایا تھا۔ اسٹیون ہاروے ابن رشد کے سائنسی، طبعی افکار، تشریحات و اثرات، عبرانی تراجم، رشدی تحریک، اس کے بارے میں کئی تحقیقات اور اس تحریک کے دوران یہودی فکر، موسیٰ میمون کا مطالعہ اور اس کے ابن طبون کو خط، سلطان صلاح الدین کے محل میں کام، یہودی مسلم فلسفے کی تاریخ، مسلم فکر کی تاریخ اور مسلم مفکرین کے افکار، عربی و عبرانی اور قرآنی و بائبل اصطلاحات، بائبل کے مسلم تنقیدی مطالعہ

اور برٹش میوزیم میں ابن رشد کے نوادرات پر پیش بہاء تحقیقی مضامین رقم کیے ہیں، جیسے موصوف کا ایک تحقیقی مضمون یہودیوں میں ابن رشد کی مترجم کے طور پر قدر و منزلت کے بارے میں ہے۔³⁸

مابعد جدیدیت میں ابن رشد کا استشرافی مطالعہ

فلسطینی نژاد امریکی ایڈورڈ وولینج سعید کو لمبیا یونیورسٹی میں ادب کے پروفیسر تھے۔ آپ عوامی دانشور اور استعمار و سامراج پر علمی نقد کے مطالعہ کے بانی ہیں۔ آپ کے مطابق تحریک استشراف، مشرق کے بارے میں من گھڑت تصورات کی مغربی تخلیق ہے، جو معاشی اور سیاسی مفادات سے متاثر تھی۔ یہ مشرق کے بارے میں بے سرو پا علم کا دعویٰ کرتی ہے۔ معاشی و معاشرتی پیشرفت نے اسے بدلنے اور اپنانے پر مجبور کیا۔ تحریک استشراف نے مشرق کے بارے میں اپنی اہم معلومات کو مختلف طریقوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مستشرقین مشرق کے مشاہدے کے لیے ایسے تحقیقی ذرائع استعمال کرتے ہیں جن سے وہ مشرق کو باریک بینی سے نہیں دیکھ سکتے۔ استعمار، مزاحمتی تحریکوں اور پہلی اور دوسری عالمی جنگوں نے تحریک استشراف کو بدلا۔ امریکہ آج تحریک استشراف کا مرکز بن گیا ہے۔ مغرب کی طرف سے مشرق کو سمجھنے کی کوشش میں تحریک استشراف کا نظریہ من گھڑت تھا۔ تاہم مشرق کے طور پر یہ تخلیق اصلی مشرق کی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ یہ ایک ایسی عینک ہے جس کے ذریعے مشرق سے رجوع کیا گیا، مطالعہ کیا گیا اور مغرب نے اپنی تخیل سے اس کی درجہ بندی کی۔³⁹

بہری آسٹرن وولفسن (1887ء تا 1974ء) نے ابن رشد کی مغرب میں مقبول تصویر کا دوسرا رخ ابن رشد کی اپنی کتابوں کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں عبرانی زبان و فلسفہ کے استاد تھا۔ وہ ابن رشد کے تعارف میں لاطینی زبان میں کیے گئے تراجم کو اہمیت دیتا ہے، کہ مغرب میں تیرہویں صدی کے وسط کا مقبول مبصر ابن رشد، تہافتہ التہافتہ کے مصنف ابن رشد سے مختلف ہے، کیونکہ کتاب کا لاطینی زبان میں ترجمہ کرنے والے مترجمین اس شخص سے مختلف ہیں جس نے نہ صرف الفزالی کی تردید کی بلکہ دیگر تشریحات اور آزادانہ تحقیقی کام کیے۔ ان میں سے فصل المقال کا کبھی لاطینی میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔ چودہویں صدی کے اختتام پر کہیں جا کر اس کا عبرانی میں ترجمہ ہوا۔⁴⁰ چارلس بٹور تھ (پیدائش 1938ء) مابعد جدیدیت کا ایک اہم فلسفی ہے، جو اجتماعیت پسندی کے حق میں ابن رشد کے اپنے مطالعے سے مدد لیتا ہے۔ اس کے مطابق مغرب میں ابن رشد کی کمزوری کا دفاع کیا گیا کہ قدیم یونانی زبان کا نہ جاننا ایک تشویش تھا لیکن یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں۔⁴¹ وہ اسٹروس کی فلسفی اور میری لینڈ یونیورسٹی میں سیاسی فلسفہ کا استاد ہے۔ وہ متن کے عملی مضمرات پر زور دیتا ہے کہ الہی قانون کے کھوج کی صلاحیت کا تقاضا ہے کہ فلسفہ کے اوزار کو اخلاقی مہارت کے مقصد سے استعمال کیا جائے۔ خدائی قانون اور حکمت دونوں کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود ہے، دونوں میں درجہ بندی کی ترجیح ہے اور نہ ہی عروج کا مسئلہ بلکہ وہ قریب قریب برابر ہیں۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دونوں کے مابین معاہدے کا انحصار کسی بھی حد تک نہیں ہے۔ انفرادیت پسند فلسفیوں نے نئی طور پر قانون سے اتفاق کیا اور نہ ہی جانچ پڑتال میں، اس کے دعوؤں کو دبانے کے لئے ان کی مختلف کوششوں کا خلوص نتیجہ خیز ہوا۔ جس کی عقلی استدلال کی بجائے تاویل اچھی سیاسی زندگی کے لیے ضروری ہے۔⁴²

اولیور لیمان (پیدائش 1950ء) کینٹ کی یونیورسٹی میں فلسفہ کا پروفیسر ہے جس کے مطابق مسلم فلسفہ میں مذہب اور فلسفہ کے مابین تنازعہ غالب ہے، جو اس فلسفہ کی تعمیر اور تمام دلائل میں اہمیت رکھتا تھا۔ اسٹراس کی وکالت کرتے ہوئے وہ سارازور مسلم فلسفہ کے تاریخی پہلو پر ڈالتا ہے۔ اس سے مستشرق کو مفروضہ ملتا ہے کہ مسلم فلسفہ کو بنیادی طور پر فلسفہ کے طور پر نہیں لینا

چاہئے۔⁴³ اکثر جدید مصنفین کو اس بات سے اتفاق ہے کہ فلسفہ اور مذہب باہم متضاد دکھائی دیتے ہیں۔ اس صورت میں ابن رشد نے واقعاً صرف ایک ہی حقیقت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، لیکن آپ ان سطحی طور پر متضاد نظریات کی نظریاتی اور عملی مضمرات پر ہم آہنگی کی ضرورت سے متفق نہیں ہیں۔ اولیور لیمان ابن رشد کے تصور کی ترجمانی یوں سمجھا کہ دو مختلف شعبوں میں سے فلسفہ اعلیٰ ہے۔ پچھلی دہائیوں میں یہ تحقیقی سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا ابن رشد واقعی رشدی تھا؟⁴⁴ بہت سے اہل علم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ابن رشد شریعت اور حکمت کے بارے میں دوہرے سچ کا خیال پیش کرنے کے لحاظ سے رشدی تھا، کیونکہ فلسفیانہ نظریات اور دینی عقائد کے مابین تصادم سے نمٹنے کے لیے ایسی ہی حکمت عملی کی ضرورت تھی، البتہ ابن رشد اور جدید مصنفین کا دوہرا سچ ہمیشہ ایک جیسا نہیں ہوتا تھا۔ لیمان کے بقول سچ کی ثنویت کا نظریہ ابن رشد کے فلسفہ کا عکاس ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر میں فلسفہ کو فوقیت حاصل ہے۔ انسانی علم اور علم الہی کے مابین فرق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ خدا کا علم کامل جبکہ ہمارا بے خبری کا ہے۔ نوافل طونیت اور تصوف میں آپ کی عدم دلچسپی روشن خیالی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، جو بالآخر رشدی تحریک کے نظریات پر مٹج ہوئی۔⁴⁵ مغرب میں فلسفہ کے استاد محسن مہدی سمجھتے ہیں کہ ابن رشد الہی قانون کو انسانی دانشمندی سے ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن یہ بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ قانون کے بارے میں مکمل آگاہی نظریاتی چیلنج ہے۔ خدا کا تخلیق کا علم اسی کی ترجیح ہے جو بالاتر قانون سے مانگو ہے، اور واضح طور پر عملی ذمہ داریاں اس پر چلتی ہیں۔ انسانی دانشمندی انسانی فطرت کو مکمل کرنے کے ارادے کی حامل ہے۔ اس طرح فلسفیانہ استدلال حقیقی الہی قانون کی پہچان اور کھوج کی ضروریات کے لیے ضروری آلہ ہے۔⁴⁶

آج بھی مستشرقین ابن رشد کے تحقیقی کام کا ترجمہ، اس پر تبصرہ اور اس کا تجزیہ کر رہے ہیں۔ فصل المقال کا تجزیہ کرتے ہوئے لین تدریس کی جگہ تحریر کی افادیت واضح کرتا ہے۔ وہ اس سے جو ابھی کے نتائج کے بارے میں آگاہ کرتا ہے کہ یہ سمجھنا معقول ہے کہ فصل المقال کا متن فلسفیانہ ہے۔ اس میں فلسفے کے حق میں فتویٰ ہے۔ اس سے آپ کے ذہن میں شریعت کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ تحریروں سے بڑے مسئلے اٹھتے ہیں۔ اندھا دھند تحریر اس لیے اطمینان بخش نہیں کہ اس کی نقول کئی طرح سے پکڑ میں آسکتی ہیں۔ زبانی تعلیم اس معاملے میں حفاظتی دستے کا کام کرتی ہے۔ اندھا دھند تحریر کے خطرات کے باوجود کوئی بھی فلسفی صرف خود کو زبانی جستجو تک محدود رکھنے کی جگہ کاغذ پر قلم چلانے کی صلاحیت کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اسی لیے عظیم مرتبے کے فلاسفہ کو ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔⁴⁷ الفریڈ ایل آئیوری، اسکر بال کے عبرانی اور یہودیت کے شعبے اور نیویارک یونیورسٹی میں مشرق وسطیٰ اور علوم اسلامیہ کے شعبہ میں پروفیسر ہیں۔ کئی کتب کے مصنف، ایڈیٹر اور مترجم بنے اور حال ہی میں انہوں نے عربی اور عبرانی تنقیدی ایڈیشن میں ارسطو کی تالیف "ڈی انیما" پر ابن رشد کی اوسط تشریح میں ترمیم کی، اور ساتھ ہی انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا۔⁴⁸ اس کی ایک تحقیق کے مطابق بطور محقق و مصنف اور مترجم و مبصر ابن رشد کے اعداد و شمار سے ابن رشد اور "Averroes" کے مابین فرق واضح ہوتا ہے۔⁴⁹ یہ فرق دو سطحوں کی قیاس آرائی میں مفروضہ ہو گا کہ آپ لاطینی تھے، جن کی کتب کے 1260ء تک کے ترجمے کے متون سے رشدی متاثر ہوئے۔ ان متون کو تب تک غیر ترجمہ شدہ متون کے تناظر میں پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے شخصیت کا فرق دور کیا جاسکتا ہے، لیکن اس میں بھی بڑے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔

عصر حاضر میں ابن رشد کی فلسفیانہ خدمات اور ان کے اثرات پر کئی انداز سے تحقیق جاری ہے۔ فلسفی اور ماہر عمرانیات ڈومینک ارووی کی پیدائش 1943ء کی ہے جس نے عربی علوم میں ڈاکٹریٹ کی اور مشرق و مغرب میں محقق اور استاد رہا۔ اس کے مطابق فلسفہ گویا غیٹو یعنی الگ تھلگ یہودی بستی میں محصور تھا۔ اسے ابن رشد نے مؤحدین ثقافت کے مرکزی دھارے میں شامل کیا۔ ابن رشد اپنے دور کی دینی ثقافت میں فلسفے کو مربوط کرنے میں اپنے پیشروؤں میں سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ مؤحدین سلاطین نے ذہنی کیفیت، سیاسی حقیقت اور دینی علوم میں عقلی استدلال کو پہلوؤں کی نسبت قبول کرنے میں سبقت حاصل ہے۔⁵⁰ اسلامیات کے فرانسیسی پروفیسر راجر آرنالڈیز (1911ء تا 2006ء) کے بقول مغرب میں موثر ترین مسلم فلاسفہ میں سے ایک رشدی فلسفیانہ دبستان کے بانی، ابن رشد کا ہے۔ اس کے تحقیقی کام اور تشریحات نے مغربی یورپ میں لادین فکر کی اٹھان پر اثرات ڈالے۔⁵¹ امریکی فلسفی رچرڈ ٹیلر (1919ء تا 2003ء) کے بقول آپ کا سچائی کے سچائی سے منافی نہ ہونے کا دعویٰ ارسطو کی منطق سے ماخوذ ہے، لیکن آپ نے فلسفہ مخالف ماحول میں رہنے کی وجہ سے اسے واضح طور پر پیش نہیں کیا۔⁵²

ابن رشد کا نظریہ کہ عقل کا تخیل سے گہرا تعلق ہے، نظریاتی شبہات میں بہت زیادہ بنیاد پرستانہ ہے۔ وحدت عقل اور ابدیت عقل کو عام نظریے کے مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ اس تفہیم کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ عقائد کی روایتی تشریح پر نظر ثانی کی جائے۔ عقل کے بارے میں سامنے آنے والے نتائج اختتام کی نوعیت کے لحاظ سے ممکن ہیں۔ انہیں ابن رشد نے انسانی کمال سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے عملی ہونے پر شبہات کے باوجود ابن رشد کی جانب سے فلسفہ اور مذہب کی باہمی ہم آہنگی کا اظہار کیا گیا۔ فلسفیانہ تعبیر کی کھوج کے طور پر دونوں کے ممکنہ طور پر ملتی ہونے کا دفاع ممکن ہے۔⁵³

آیت اللہ خمینی اور سلمان رشدی پر ابن رشد کے اثرات

سلمان رشدی ابن رشد کی وراثت کا دعویٰ ہے۔ ہمیں اس سے اختلاف ہے۔ اس کے مقالے کا رد یہ ہے کہ سلمان رشدی مغرب زدہ ہے۔ اس کے افکار میں پائی جانے والی باتیں ابن رشد کے افکار سے مختلف ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رشدی کے افکار مغرب سے مستعار ہیں۔ ان کا ابن رشد سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ شیطانی آیات نامی ناول کئی حصوں پر مشتمل ہے۔ شیطانی آیات غرائق کے واقعے سے اخذ کیا گیا عنوان ہے۔ سلمان رشدی کی طاغوتی تالیف کا دوسرا حصہ، نقل کفر کفر نباشد، نبی اکرم ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ کو بگاڑ کر Mahound کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ہے کہ جاہلین کی طرف سے ظلم و ستم نے مذہب تبدیل کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی کیا اور بالآخر اپنے حواری لے کر یثرب کی زیادہ رواداری والی ریاست کی طرف راہ فرار اختیار کی گئی۔ یہ باتیں مغرب سے مرعوبیت کی علامت ہیں، اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہیں اور ان میں بغض کی انتہاء ہے۔ سیدنا محمد ﷺ اور حضرت عائشہ کے بارے میں ابواب عجیب و غیب تاویلات ہیں۔ رشدی کے ناول میں دیگر کردار حضرت جبرئیل اور سلطان صلاح الدین ایوبی بھی ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد، ان کا عقیدہ خراب ہو گیا تھا، لیکن تب بھی وہ مذہبی اثر و رسوخ والی زندگی جیتتے رہے۔ رشدی کے مطابق جبرئیل کی دیوتاؤں تک رسائی تھی۔ اس میں شیطان اور فرشتہ بننے کی صلاحیت تھی۔ سلطان ایوبی اپنی مسلم شناخت ترک کرنے کے باوجود مردود نہ ٹھہرا۔⁵⁴ ابن رشد علمائے اسلام میں سے تھے۔ آپ دولت یا شہرت کی جگہ قرب الہی کے لیے علم کے طلب گار تھے۔ آج آپ کو آزاد خیال کہہ دیا جاتا ہے۔ جب آپ کی فقہی تحقیقات پر نظر پڑتی ہے تو آپ مغرب کی نظر میں دہشت گرد بن جاتے ہیں۔

مغرب میں ابن رشد کو جہادی سوچ کا حامل فقیہ مانا جاتا ہے، کیونکہ مسلم مفکرین بشمول ابن رشد نے کلاسیکی نظریے کے مطابق اسلام کی اشاعت کے لیے جہاد کرنے کی تاویل بیان کی تھی۔⁵⁵

ابن رشد کی فکر لادینی نہیں تھی۔ آپ نے عام لوگوں کے سامنے فلسفیانہ انکشاف کی سختی سے مخالفت کی تھی۔ عوامی لحاظ سے آپ الغزالی سے کہیں زیادہ سخت لفظیت پسند تھے۔ آپ نے زندگی بھر وحی الہی کو فوقیت دی۔ آپ آج زندہ ہوتے تو رشدی کا دفاع کبھی نہ کرتے۔ آپ نے ہمیشہ تمام انبیاء اور خاص کر خاتم النبیین ﷺ کی شان کی تکریم کی ہے۔ آج آپ ہوتے تو امام خمینی سے پہلے ملعون رشدی کے خلاف فتویٰ دیتے۔ ایک انٹرویو دیتے ہوئے سلمان رشدی نے ابن رشد کے نظریہ تاویل کی غلط تعبیر بتائی۔ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے ابن رشد کو ڈھال بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس وجہ سے مغربی تہذیب اس سے خوش ہے۔ وہ اپنی بات مغربی خواہشات کے مطابق بیان کرتا ہے۔ اس کے مطابق ابن رشد کے نیک مقاصد کی حیات نو کی ضرورت ہے۔ مغرب کو خوش کرنے کے لیے اس نے مزید کہا کہ ابن رشد جہادیوں کے خلاف ہمارے اہم اتحادی ہیں۔ ابن رشد نے اپنے زمانے میں زبان کو انسانی خصوصیت بتایا تھا۔ یہ کہنا غلط تھا کہ خدا عربی یا کوئی زبان بولتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا منہ ہے، اور شکل انسانی ہے۔ رشدی نے مطلب نکالا کہ جب خدا انسانی زبان استعمال نہیں کرتا تو جبرائیل کے ذریعے انسانی دماغ میں موصول ہونے والا قرآن پاک، کلام الہی نہیں۔ اس کی عبارت اور تحریر تشریحی فعل ہے۔ ایسا ہونے کی صورت میں لفظیت پر اصرار مناسب نہیں۔ اس کی جگہ تاریخی سیاق و سباق کے لحاظ سے قرآن پاک کی مزید تشریح کا امکان ہے۔ بارہویں صریح عیسوی میں یہ دلیل شکست کھا گئی تھی، لیکن اکیسویں صدی عیسوی میں اسے پھر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ برطانیہ نے رشدی کو ادبی خطبات میں سر کا خطاب دیا۔ اظہار رائے کی آزادی کے نام پر مغرب کی جانب سے ایوارڈ دیے جاتے ہیں، تو اس کے نتیجے میں کسی کی دل آزاری کو نہیں دیکھا جاتا۔ احتجاج کرنے والوں کے خلاف رشدی نے رد عمل ظاہر کیا تو اس نے ابن رشد کو ڈھال بنایا۔ اس نے امکان ظاہر کیا کہ ان لوگوں کو کسی جاہلی ذریعے سے ابن رشد سے ملنے کا موقع ملنے کی دیر ہے۔ یہ آپ سے بہت براسلوک کریں گے۔ رشدی خود کو ابن رشد کی وراثت کا حقدار سمجھتا ہے۔ درحقیقت انبیاء کرام، ملائکہ مقررین اور مسلم تاریخ کے غیر متنازعہ ہیرو کی کردار کشی ابن رشد کی وراثت نہیں۔ رشدی کی ناول نگاری مستشرقین کے انداز سے تحقیق ہے، اور یہ مغرب کی خوشنودی کے حصول کی کاوش ہے۔

ملعون رشدی کے مطابق لفظیت کا مردہ ہاتھ قدامت پسندوں اور بنیاد پرستوں کو قوی کر رہا ہے۔ انہیں دور رکھنے کے لیے تاویل کے نظریہ سے ابتداء کرنا ہوگی۔ مقدس صحائف سمیت تمام نظریات کو نئے حقائق کے مطابق جانے پر اصرار کرنا ہوگا۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ ابن رشد کے نظریات عالمی طور پر درست اور قابل ستائش ہیں۔ یہ طبقاتی تقسیم کے خاتمے میں بھی معاون ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ابن رشد کا بینر بلند کر کے آگے بڑھا جائے، کیونکہ عصر حاضر میں ہر کس و ناکس کے لیے ابن رشد کے افکار موزوں ہیں۔⁵⁶ اسلامی جمہوریہ ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی نے 1989ء میں برطانوی مصنف سلمان رشدی اور اس کی تالیف کے ناشرین کے خلاف قتل کا فتویٰ جاری کیا اور انعام مقرر کیا۔ آپ نے بیرونی محاذ پر ایک شاکم رسول کو اس کے صلیبی قلعے کے باہر لٹکا رکھا۔ مغربی تہذیب کو آپ کا یہ تکبیر کا نعرہ بہت برا لگا۔ اس نے ناموس رسالت ﷺ کے معاملے پر دونوں شخصیات کو فریقین کا نمائندہ بنا دیا ہے۔ امت مسلمہ میں اس وجہ سے آیت اللہ خمینی کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ مصنف اور پبلشر کمپنی کو تحفظ اور مشورے فراہم کر رہی تھی اور ممکنہ خطرے کے پیش نظر دفاتر اور کتب

خانوں میں سیکورٹی بڑھادی گئی تھی، نیز امکان ظاہر کیا گیا کہ مسٹر رشدی کے امریکہ کے تشہیری دورے کو منسوخ کرنا پڑ سکتا تھا۔⁵⁷ شاتم رسول ﷺ سلمان رشدی کا یہ بھی بیان ہے کہ یہ اسے اپنے والد کی طرف سے ملنے والا پہلا تحفہ تھا۔ اس کی قدر و قیمت اسے اس وقت سمجھ آئی جب خمینی نے شیطانی آیات کی اشاعت کے بعد اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ اس کی نظر میں ابن رشد، اسلامی لفظیت پسندی کے خلاف عقلی استدلال کا سب سے بڑا نام ہے۔ جب سلمان رشدی جوان ہونے کے قریب تھا، تو اسے پہلی بار رشدی نام کا پتہ چلا۔ نام کے آخر میں یہ ایجاد اس کے والد نے کی تھی۔ اسے ابن رشد کے فلسفے میں جنون کی حد تک دلچسپی تھی۔ اس جنون کو اس نے اپنے نئے ناول کے قالب میں ڈھالا۔ اس میں اس نے ابن رشد کو مرکزی کردار بنایا ہے۔ یہ سب اس نے تعارفی تقریب میں بتایا۔⁵⁸

سلمان رشدی نے اندلس میں یہود کے ابن رشد سے روابط کا نقشہ ایک ناول میں کھینچا ہے۔ اس کے بقول مسلم اسپین میں ابن رشد عقل، منطق اور سائنس سے وابستہ تھا۔ اس وجہ سے اسے بربر جنونیوں نے پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے لبرل خیالات کی وجہ سے اسے بدنام کیا اور اس کی تحریروں کو جلا دیا۔ یہ کہانی 1951ء میں لوسینا میں شروع ہوئی، جہاں آپ کو جلا وطن کیا گیا تھا۔ آپ کا ایک خوبصورت سولہ سالہ یہودی دو شیزہ سے دو سال آٹھ ماہ اور اٹھائیس دن تک رومانس چلتا رہا۔ اس دوران آپ زیادہ تر الغزالی کے مخالف فلسفیانہ دلائل دیتے رہے، لیکن جان بچانے کے لیے اپنا خیال ظاہر نہیں کیا۔⁵⁹

سلمان رشدی 19 جون 1947ء کو ممبئی میں پیدا ہوا۔ وہ مخلوط محفلوں کی رنگینی کا دلدادہ ہے۔ اس نے چار ناکام شادیاں کیں اور کئی معاشقے لڑائے۔ یہ اس کے خمیر میں ہے۔ قرآن کریم کی سورت نور میں شاتم رسول کی آخری بری صفت نطفہ نا تحقیق بیان کی گئی ہے۔ یہ برائی سلمان رشدی پر صادق آتی ہے۔ اس کی والدہ زہرہ بٹ، ایک شادی شدہ عورت تھی۔ وہ چھٹیاں گزارنے کشمیر گئی تو اس کے مراسم انیس سے بڑھے۔ اس نے شوہر سے طلاق لے کر انیس سے عقد کیا۔ تب تک ان کے ناجائز تعلقات کی نشانی ظاہر ہو چکی تھی۔ انیس کی ڈاکٹر تاثیر سے گہری دوستی تھی۔ دونوں کی بیویاں قادیانی خاندانوں سے تھیں، انہوں نے اپنے بچوں کے نام سلمان رکھے، سلمان رشدی اور سلمان تاثیر۔⁶⁰ سابق مسلم سلمان رشدی خود کو آزاد خیال جبکہ امام خمینی کو بنیاد پرست اسلام کا نمائندہ سمجھتا ہے۔ ابن رشد اور امام غزالی کے مابین فکری اختلاف کے تناظر میں اس نے اپنے اور امام خمینی کے تنازعے کو پرکھا ہے۔ رشدی کی طرح وہ جوزف انطون بھی کہلاتا ہے۔ اس کے والد انیس نے اپنے نام سے خواجہ محمد دین خالقی دہلوی کے بوجھل ناموں سے جان چھڑائی، اور ان کی جگہ رشدی رکھ لیا۔ ملعون سلمان کو ابن رشد کی فکر حریت سے متاثر ہو کر رشدی کا یہ لقب اختیار کرنا بہت پسند ہے۔

امام خمینی اور سلمان رشدی کا تقابل کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں میں سے امام خمینی ابن رشد کا صحیح وارث ہے۔ امام خمینی نے ایسا کبھی نہیں کہا جبکہ رشدی اس بات کا دعویٰ ہے۔ ابن رشد کے بعد مسلم فلسفہ میں فارس چھایا رہا، جس میں ابن سینا کی تشریحات، شیعہ اعتقادات اور سنی صوفیاء کے علاوہ اخوان الصفاء کے نظریات جمع کیے گئے۔ قرون وسطیٰ کی فکری وراثت کی یہ ترکیب و تشکیل جلد ہی ایران کا قومی فلسفہ بن گئی۔ آیت اللہ خمینی (1902ء تا 1989ء) سمیت ایرانی علماء نے وسیع پیمانے پر اس کا مطالعہ کیا۔ یوں مسلم فلاسفہ بشمول ابن رشد، سے تعلق رکھنے والی فلسفیانہ روایت موجودہ ایران میں سب سے زیادہ زندہ ہے۔ ابن رشد نے قدیم سیاسیات کا مطالعہ کر کے اس بارے میں اپنے افکار پیش کیے تھے۔ یہ ملوکیت کے خاتمے اور خلافت راشدہ کے قیام کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اسی طرح امام خمینی نے شیعہ نظریہ امامت کی وجہ سے پھیل جانے والے جمود کو توڑا

ہے۔ آپ نے غیر مقبول ولایت فقیہ کا نظریہ اجاگر کیا۔ جب اسلامی انقلاب برپا ہوا تو آپ نے اسے عملی جامہ پہنایا۔ شیعہ فقہ میں امام مہدی کے دورِ غیبت میں سیاسی حل کی تلاش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک نظریہ ولایت فقیہ کہلاتا ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری جامع شرائط فقیہ پر عائد کرنے کا نام ہے۔ اس کی رُو سے ولی فقیہ کو اسلامی معاشرے کے جملہ اختیارات حاصل ہیں۔⁶¹

References

¹ ابن رشد گئے مسجد میں شیعہ، سنی مسالک اور ہم جنس پرستوں کے داخلے اور عبادات کے لیے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ خواتین کو برقعہ یا نقاب لے کر مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں اور بوقت عبادت مرد اور خواتین ایک ساتھ نماز میں مصروف ہوتے ہیں۔ یہ جرمنی، یورپ حتیٰ کہ دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی پہلی مسجد ہے، جس کے منتظمین ایک ہی وقت میں اسلام میں اصلاحات کے بارے میں بحث اور سوچ بچار کرنے والے تمام لوگوں کے لئے ایک محفوظ جگہ پیش کرنے کا عزم دہراتے ہیں، لیکن دیس میں اس معاملے پر تنازعہ بڑھ گیا ہے۔

Assessed Dec 24, 2021 <https://www.ibn-rushd-goethe-moschee.de/en/>

² Leo Strauss, "On a Forgotten Kind of Writing," in *What is Political Philosophy?* (Chicago: University of Chicago, 1988), 229.

³ Leo Strauss, *Philosophy and Law: Contributions to the Understanding of Maimonides and His Predecessors*, trans. Eve Adler (Albany: SUNY Press, 1995), 89.

⁴ Leon Gauthier, *Ibn Rochd* (Paris: Universty of Paris Press, 2003) III.

⁵ Tamer, *On the Origins of Leo Strauss' Thought: Spinoza and Ibn Rushd*, 41.

⁶ Leo Strauss, *Persecution and the Art of Writing* (Chicago: University of Chicago Press, 1988) 19.

⁷ Charles Butterworth, 'Averroës: Politics and Opinion' (The American Political Science Review, 66, 1972), 899.

⁸ Dimitri Gutas, 'The Study of Arabic Philosophy in the Twentieth Century', (London: Taylor & Francis Ltd. British Journal of Middle Eastern Studies 29, No. I, May, 2002), 20.

⁹ Strauss, *Persecution and the Art of Writing*, II, 15.

¹⁰ Mourad Wahba and Mona Abousenna, *Averroës and the Enlightenment*. (Amherst: Prometheus Books, 1996) 9.

¹¹ مابعد جدیدیت کے چند اہم عربی دانشور اور ان کی تحقیقات میں سے محمد عمارہ (پیدائش 1931ء) کی کتاب "Enlightened Islam" جبکہ حسن حنفی (پیدائش 1936ء)، طیب تزینی (پیدائش 1938ء)، محمد عابد الجابری (پیدائش 1936ء)، ذکی نجیب محمد (1905ء تا 1993ء) اور محمد عاطف العراقی کے نظریات اور تحقیقات سے ان پر مغرب کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔

¹² Huntington, *Clash of Civilization* by, 44- 48.

¹³ Abdul Azim, *The Economic Ideas of Muslim Scholars and Christian Scholastics: Linkages and Parallels*. (Journal Islam and Christian-Muslim Relations 25, No. I, 2014) 49.

¹⁴ Andy Altman. *Man of the millennium: Maimonides tops poll*. Accessed Dec10, 2019.

<https://www.jweekly.com/1999/12/10/man-of-the-millennium-maimonides-tops-poll/>

¹⁵ James Diamond. *MenachemKellner and Seth Kadish, A Reinventing Maimonides in Contemporary Jewish Thought* (Liverpool: The Littman Library of Jewish Civilization, 2019), 24.

¹⁶ Shlomo Pines, "Translator's Introduction: The Philosophical Sources of the 'Guide for the Perplexed'". In: *Moses Maimonides, The Guide of the Perplexed* (Chicago: University of Chicago Press, 1963), I/ CVIII - CIX.

¹⁷ Alfred Ivry, "Maimonides Relation to Ibn Rushd Theories" (Sefunot: Studies and Sources on the History of the Jewish Communities in the East, 8, 2003) 62.

¹⁸ Ben-Zion Netanyahu, *Toward the inquisition. Essays on Jewish and converso history in late medieval Spain* (Ithaca: 1997), 15.

¹⁹ Ben-Zion Netanyahu. *The Origins of the Inquisition in Fifteenth Century Spain* (New York: Random House, 1995), 13.

²⁰ Ben-Zion Netanyahu, *TheMarranos of Spain. From the late XIVth to the early XVIth Century* (Ithaca: 1999), 21.

²¹ Jose Faur. *In the Shadow of History: Jews and Conversos at the Dawn of Modernity* (New York: State University of New York Press, 1992), 192.

²² Huffington Post. Accessed Aug 14, 2020.

http://www.huffingtonpost.com/david-shasha/dangerous-mystic-motifs-i_b_637535.html

²³ Ruth Glasner, *Averroes' Physics: A Turning point in medieval natural philosophy* (Oxford: Oxford University Press, 2009), 57.

²⁴ George Sarton. *Introduction to the History of Science*, 1995)m 2:356.

²⁵ Alif Journal of Comparative Poetics. *IbnRushd and the Rational Heritage in East and West, Department of English and Comparative Literature* (Cairo: American University in Cairo Press, No. 16, 1996), 136.

²⁶ Lawrence Murphy. *The American University in Cairo, 1919-1987* (Cairo, Egypt: American University in Cairo Press, 1987), 1.

²⁷ Muhsin Mahdi, *Averroës and the Rational Legacy in the East and the West*, Alif: Journal of Comparative Poetics, No. 16, (1996) 255.

²⁸ جرمنی میں ایک آزاد خیال عرب تنظیم Ibn Rushd's Institute for Free Thought کے نام سے رجسٹرڈ ہے جس نے یہ انعام نودسمبر کو ابن رشد کے یوم وفات اور دس دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی اعلا میے کے دن کی مناسبت سے دیئے۔ فلسطینی نژاد

جرمن پروفیسر نیبل بشاق اس انسٹیٹیوٹ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین ہیں۔ انعامات کی نامزدگی کے لیے ادارہ کا ای میل
info@ibn-rushd.org درج ہے۔

(al-Ahram, December 13, 2001, May 15, 2002, and January 12, 2003; al-Ahali, October 23, 2002.)

²⁹ M. Najjar Fauzi. *Ibn Rushd and the Egyptian Enlightenment Movement*, British Journal of Middle Eastern Studies 31, No. 2, (Nov 2004) 198.

³⁰ Majid Fakhry. *Averroes: His Life, Works and Influence* (Oxford: Oneworld Publications, 2001), 168.

³¹ Emilio González Ferrin. *Arab & Islamic Studies University of Seville, Spain*. Accessed Aug 14, 2020. ferrin@us.es

³² Accessed Aug 14, 2020. <http://wikmapia.org/13599149/es/Universidad-Islámica-Internacional-Averroes-de-Al-Andalus>

³³ Accessed Aug 14, 2020. <https://www.salatomic.com/spc/g0rC9S3pfK>

³⁴ Averroes University. Accessed Aug 14, 2020.

<http://www.averroesuniversity.org>

³⁵ ابن رشد یونیورسٹی مارچ 2013ء میں ہالینڈ میں مارنوبلڈ کی میونسپلٹی میں ڈی لورس 4 میں قائم کی گئی۔ اسے ایک کمپنی کے طور پر چیئیر
 آف کامرس میں رجسٹرڈ کرایا گیا ہے۔ جس کا تحقیقی مجلہ ISSN/2666-2329 والا Journal of Averroes University in Holland کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

Journal of Averroes University in Holland. Accessed Aug 14, 2020.

<https://www.oozo.nl/bedrijven/barneveld/barneveld/de-lors/340321/averroes-university-in-holland>

³⁶ Researchgate. "Prof. Dr. Fuat Sezgin and His Contributions to the History of Medical Sciences." Accessed Aug 14, 2020.

<https://www.researchgate.net/publication/331042064>

³⁷ جرمنی میں چھپنے والی کتاب کی مختلف یورپی السنہ میں اشاعت ہوئی تو تعداد ایک سو تک محدود رکھی گئی۔ ایشیا میں چین، جاپان اور ہمارے
 قریب تر یہ کتاب متحدہ عرب امارات میں مرکز جمعۃ الماجد للثقافت والتراث میں ہے جو دعویٰ کی صلاح الدین روڈ پر غیر منافع بخش تنظیم ہے
 جس کا <http://www.almajidcenter.org> سائٹ ایڈریس ہے، اور اس کا رابطہ نمبر 0097146084220 ہے۔ چار
 جلدوں میں طبع ہونے والی یہ کتاب فرینکفرٹ کی جان وو لنگینگ گوتھے یونیورسٹی کے عربی اسلامی سائنس کی تاریخ کے انسٹیٹیوٹ سے
 طبع کی گئی جس میں مغربی علمی تاریخ میں ابن رشد کے بارے میں کی گئی تحقیقات اور تالیفات کے نص سے متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کا
 ایک اقتباس ہے کہ "برنارڈ ڈی لامونینے (1641-1728) نے واضح طور پر بتایا کہ ابن رشد نے تینوں مذاہب کا مذاق اڑایا تھا۔"

Fuat Sezgin in collaborate with Mazen Amawi, Carl Ehrig-Eggert, Eckhard Neubauer, *Ibn Rushd in the Western tradition: texts and Studies* (Frankfurt: Institute for the History of Arabic-Islamic Science at the Johann Wolfgang Goethe University, 1999) 1/125.

³⁸ Steven Harvey, *Arabic into Hebrew: The Hebrew translation movement and the influence of Averroes upon medieval Jewish thought*, In The Cambridge Companion

to Medieval Jewish Philosophy, Daniel H. Frank & Oliver Leaman (eds.), (Cambridge: Cambridge University Press, 2003), 250.

ایک مغربی جامعہ میں ابن رشد کے بارے میں تحقیق کے لیے ڈیجیٹل مواد آسانی سے میسر ہے:

Digital Averroes Research Environment (Sources, Works, Bibliography), maintained at the University of Cologne.

³⁹ Edward Said, *Orientalism* (New York: Random, 1994). 49.

⁴⁰ Harry Austryn Wolfson, *The Twice-Revealed Averroes*, 1973, 371.

⁴¹ Charles Butterworth, *Translation and Philosophy: The Case of Averroes' Commentaries*. 20.

⁴² Charles Butterworth, 'The Source that Nourishes: Averroes's Decisive Determination', *Arabic Sciences and Philosophy*, No. 5, 1995) 93,104, 119, 97.

⁴³ Oliver Leaman, *History of Islamic Philosophy* (London: Routledge, 1996), 2/1145.

⁴⁴ Oliver Leaman, 'Is Averroes an Averroist?', in *Averroism usim Mittelalter und in der Renaissance*, eds Friedrich Niewöhner and Loris Sturlese (Zurich: Spur, 1994) 13.

⁴⁵ Oliver Leaman, 'Does the Interpretation of Islamic Philosophy Rest on a Mistake?', *International Journal of Middle East Studies* No. 12, 1980) 525.

⁴⁶ Muhsin Mahdi, 'Remarks on Averroes' Decisive Treatise', in *Islamic Theology and Philosophy: Studies in Honor of George F. Hourani*, ed. Michael Marmura (Albany: State University of New York Press, 1984), 188.

⁴⁷ Oliver Leaman, *An Introduction to Medieval Islamic Philosophy* (Cambridge: Cambridge University Press, 1985), 188.

⁴⁸ Averroes, *Middle Commentary on Aristotle's De anima*, Trans: Alfred L. Ivry (Chicago: The University of Chicago Press, 2000) 143.

⁴⁹ Ruth Link-Salinger, *A Straight Path: Studies in Medieval Philosophy and Culture* (Washington: Catholic University of American Press, 1988) 134.

⁵⁰ Dominique Urvoy. *Averroes*, trans: Olivia Stewart (London: Routledge, 1991) 20, 116.

⁵¹ Rajer Arnaldez, *Ibn Rushd: A Rationalist in Islam* (Notre Dame: University of Notre Dame Press, 1998) 123.

⁵² Truth Does not Contradict Truth by Richard C. Taylor, (7).

⁵³ Michael Blaustein, *Averroes on the Imagination and the Intellect* (UMI Dissertation Information Service, 1990) 299.

⁵⁴ Salman Rushdie, *The Satanic Verses* (USA: Picador Macmillan, 1997), 27, 114.

⁵⁵ Stephen Sloan & Sean K. Anderson, *A Historical Dictionary of Terrorism* (Lanham USA: Scarecrow Press, 2009), 340.

⁵⁶ Nathan Gardels. "Salman Rushdie: Inside the Mind of Jihadists." Accessed Aug 14, 2020

http://www.huffingtonpost.com/nathan-gardels/salman-rushdie-inside-the_b_8486.html

⁵⁷ BBC. Accessed Nov 29, 2021.

http://news.bbc.co.uk/onthisday/dates/stories/february/14/newsid_2541000/2541149.stm

⁵⁸ New York Times. "salman rushdie on his new novel with a character who floats just above ground." Accessed Nov 29, 2021.

<https://www.nytimes.com/2015/09/05/books.html>

⁵⁹ Salman Rushdie, *Two Years Eight Months and Twenty Eight Nights* (Jonathan Cape, 2015), 286.

⁶⁰ Khalid Mahmūd al-Aqadrī, *Satān Rushdi aur Taje Bartania* (Lahore: JUP, 2007), 38.

⁶¹ Syed Rooh Ullah Khomenī, *Wāliāyā faqīh* (Tehran: Mmassisa Tanzeem wa Nashar Aasar Imam Khomeni, 1373 AH), 4.